شخصیت و افکار

شیخ الاسلام محدث گھوٹوی

یعنی

شیخ الاسلام علامہ

غلام محمد محدث گھوٹوی رحمۃ اللہ علیہ

بانی شیخ الجامعہ (وائس چانسلر)

جامعہ عباسیہ بہاولپور

بمصطفیٰ برساں خویش را کہ دیں ہمہ اوست
اگر باو نہ رسیدی تمام بولہبی ست

شخصیت وافکار

شیخ الاسلام محدث گھوٹویؒ

یعنی

حضرت شیخ الاسلام علامہ غلام محمد محدث گھوٹوی رحمتہ اللہ علیہ
بانی شیخ الجامعہ (وائس چانسلر)
جامعہ عباسیہ بہاول پور

تالیف:

الشیخ پوتا، پروفیسر حافظ غلام نصیر الدین شبلی مہری

ناشر:

حضرت الشیخ الجامع اکیڈمی، ۲۳۵ ۔ جناح سٹریٹ
پیر خورشید کالونی، ملتان

بارِ اول

نام مؤلف : پروفیسر حافظ نصیر الدین شبلی

تاریخ اشاعت : ۲۰۱۲ ـ ۱۲ ـ ۱۲

تعداد : ۱۰۰۰

کمپوزنگ : مسعود الرحمٰن

ہدیہ : ۸۰۰ روپے

مطبع : پرنٹ نیٹ ایڈوٹائزرز
آفس نمبر 3,6 فرسٹ فلور، وہاب پلازہ
سرکلر روڈ، راولپنڈی فون: 0345-5111499 ,+92-51-5558229

ناشر : حضرت الشیخ الجامعؒ اکیڈمی، ملتان

بتائی تو جناب بخاری صاحب نے فرمایا کہ ''حضرت! آپ یہاں توجہ نہیں فرماتے، حالانکہ ہم نے تو آخرت میں بھی آپ سے امید لگا رکھی ہے''۔

جناب مکرم محمد حسن چغتائی صاحب صدر مجلسِ احرار بہاولپور نے اپنے ایک مکتوب میں حضرت نائب الشیخ علامہ چشتی رحمۃ اللہ علیہ کو مندرجہ ذیل واقعہ اور اشعار تحریر کرکے بھیجے۔

''فروری ۱۹۴۶ء کا واقعہ ہے کہ ایک مرتبہ ریل گاڑی میں سفر کرتے ہوئے حضرت شیخ الاسلام علامہ غلام محمد محدث گھوٹوی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے ہم سفر سید عطاء اللہ شاہ صاحب بخاری [illegible] کو دعوتِ طعام دیتے ہوئے فرمایا کہ ''نانِ جویں حاضر ہے'' تو مولانا عطاء اللہ شاہ بخاری صاحب نے فی البدیہ یہ اشعار کہے:۔

یک نانِ جویں از خوانِ شاہی خوشتر	از چنگ ورباب، آہِ صبحگاہی خوشتر
از تیرِ نگاہ زخمِ کاری دارم	خونِ جگرم، زمرغ وماہی خوشتر
یک لحظہ بزیرِ سایۂ ''قدِ یار''	واللہ ز ہزار چترِ شاہی خوشتر

سواطع الالہام ص ۹۷، ۹۸

''حضرت مولانا مہر محمد رحمۃ اللہ علیہ سے خصوصی تعلق''

برادر مکرم مولانا مولوی مفتی ہدایت اللہ پسروری صاحب بانی ومہتمم مدرسہ غوثیہ ممتاز آباد ملتان نے مجھ سے بیان فرمایا کہ ان کے استاذ حضرت مولانا مولوی غلام رسول رضوی صاحب شیخ الحدیث رحمۃ اللہ علیہ (آف فیصل آباد) نے بیان فرمایا کہ میں حضرت شیخ الحدیث استاذ العلماء علامہ مہر محمد صاحبؒ زیبِ تدریس جامعہ فتحیہ اچھرہ لاہور کے ہاں پڑھتا تھا کہ ایک دن ایک دراز قامت، نہایت وجیہہ اور بارعب بزرگ وہاں وارد ہوئے، آتے ہی انہوں نے دریافت فرمایا مہر محمد کہاں ہے؟؟

ہم سب لوگ بہت حیران ہوئے کہ یہاں تو حضرت الاستاذ شیخ الحدیث علامۃ العصر مولانا مہر محمد صاحب کی اتنی تعظیم وتوقیر کی جاتی ہے کہ بڑی سے بڑی ہستی بھی ان کے آگے اونچی آواز میں بات کرنے کی جرأت نہیں کر سکتی، تو پھر یہ بزرگ شخصیت کون ہے؟ جو اس طرح ہمارے استاذ گرامی کا نام پکار رہے ہیں؟

بہر حال حضرت الاستاذ مولانا مہر محمد رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں اطلاع بھجوائی

گئی، آپ باہر تشریف لائے اور ان بزرگ شخصیت کو دیکھتے ہی والہانہ انداز میں ان کی طرف بڑھے اور سیدھے ان کے قدموں کی طرف جھک گئے۔

مارے حیرت کے ہم لوگ گنگ ہو کر رہ گئے کہ یا للعجب! یہ کون سی ایسی ہستی ہے؟ جس کی شان یہ ہے کہ حضرت استاذ العلماء بھی ان کے قدموں کی طرف جھک گئے ہیں؟

بالآخر ہمیں بتایا گیا کہ یہ حضرت الاستاذ رحمۃ اللہ علیہ کے بھی استاد ہیں اور ان کا نام نامی اسم گرامی شیخ الکل، بحر العلوم قطب الاقطاب مولانا غلام محمد گھوٹوی رحمۃ اللہ علیہ ہے۔

برادر مکرم مولانا ہدایت اللہ پسروری صاحب نے مجھے بتلایا کہ ان کے استاد حضرت شیخ الحدیث مولانا غلام رسول رضوی صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ میں آج تک استاذ الاساتذہ شیخ الجھابذہ حضرت گھوٹوی نور اللہ مرقدہٗ کی شخصیت کے سحر سے باہر نہیں نکل سکا۔

؎ دل جیتنا کسی کا، اک فن سے کم نہیں

یہ فن خدا نے تیری اداؤں میں رکھ دیا

مولانا فیض احمد صاحب اور مولانا عطاء محمد بندیالوی صاحب بھی حضرت شیخ الحدیث استاذ العلماء مولانا مولوی مہر محمد اچھروی رحمۃ اللہ علیہ کے شاگرد تھے۔ اس طرح شیخ الاسلام حضرت علامہ غلام محمد گھوٹوی رحمۃ اللہ علیہ ان دونوں مولوی صاحبان کے دادا استاد قرار پائے، حضرت مولانا مہر محمد اچھروی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے استاد شیخ الکل حضرت گھوٹویؒ سے بہت زیادہ اثر قبول کیا تھا، یہی وجہ تھی کہ علامہ اچھروی بھی فروعی اختلافی مسائل میں شدت پسند نہ تھے بلکہ ان فروعی اختلافات کو ذوق کی سلامتی اور عدم آں، مطالعہ کی وسعت اور عدم آں اور تنوع عرف کے فہم اور عدم آں کا نتیجہ قرار دیتے تھے، ان کے استاد حضرت گھوٹوی رحمۃ اللہ علیہ اس بارے میں اپنے استاد اور مرشد حضرت اعلیٰ گولڑوی رحمۃ اللہ علیہ کے پیروکار تھے۔

البتہ جہاں تک گستاخی رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے موجب خروج عن الایمان ہونے کا تعلق ہے تو ہمارے اسلاف رحمہم اللہ تعالیٰ کے ہاں حضور پرُنور شافع یوم نشور صلی اللہ علیہ وسلم کا ادب واحترام، آپ کی تعظیم وتوقیر اور آپ کی مودت ومحبت سرچشمۂ ایمان

ہے، اس لئے آپ کی شان میں ادنیٰ سے ادنیٰ بے ادبی بھی تمام نیکیوں کو بھسم کر دیتی ہے۔ ارشاد قرآنی ہے:۔

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَرْفَعُوا أَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ وَلَا تَجْهَرُوا لَهُ بِالْقَوْلِ كَجَهْرِ بَعْضِكُمْ لِبَعْضٍ أَنْ تَحْبَطَ أَعْمَالُكُمْ وَأَنْتُمْ لَا تَشْعُرُونَ. إِنَّ الَّذِينَ يَغُضُّونَ أَصْوَاتَهُمْ عِنْدَ رَسُولِ اللَّهِ أُولَٰئِكَ الَّذِينَ امْتَحَنَ اللَّهُ قُلُوبَهُمْ لِلتَّقْوَىٰ لَهُمْ مَغْفِرَةٌ وَأَجْرٌ عَظِيمٌ﴾.

ترجمہ: اے ایمان والو! بلند نہ کرو اپنی آوازوں کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی آواز سے اور نہ بے جھجک گفتگو کرو ان سے جس طرح بے جھجک گفتگو کرتے ہو آپس میں ایک دوسرے سے، کہیں ایسا نہ ہو کہ تمہارے اعمال اکارت جائیں اور تمہیں پتا بھی نہ چلے۔ بے شک جو لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاں اپنی آوازوں کو نیچا کرتے ہیں، یہ وہی ہیں جن کے دلوں کو اللہ نے تقویٰ (ایمان) کیلئے پرکھ لیا ہے، ان کیلئے مغفرت اور بڑا اجر ہے۔

؎ اَدَب گاہیست زیرِ آسمان از عرش نازک تر
نَفَس گم کردہ می آید جنید و بایزید ایں جا

"مولانا محمد صادق صاحبؒ، حضرت گھوٹویؒ کے جاں نثار تھے"

حضرت علامہ مولانا مولوی محمد صادق صاحب رحمۃ اللہ علیہ معلم اعلیٰ جامعہ عباسیہ بہاولپور، ریاست کی نامور شخصیت تھے، آپ دینی رہنما اور سماجی مصلح ہونے کے ساتھ ساتھ سیاسی شعور کے بھی مالک تھے، آپ جب بھی اپنے استاذ مکرم حضرت شیخ الاسلام علامہ گھوٹوی رحمۃ اللہ علیہ سے ملتے تو پاؤں چھوئے بغیر نہ رہتے، حالانکہ حضرتؒ انہیں منع کرتے رہتے اور خفگی کا اظہار کرتے رہتے مگر وہ باز نہ آتے تھے۔

حضرت مولانا محمد صادق صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو نسبی شرافت اور خاندانی وجاہت بھی حاصل تھی ان کے مورث اعلیٰ حافظ لعل دین رحمۃ اللہ علیہ صاحب وجد وحال بزرگوں میں سے تھے، حضرت محکم الدین سیرانی رحمۃ اللہ علیہ سے شرف بیعت حاصل کیا تھا، ان کے فرزند مولوی نور محمد مرحوم بھی عالم اور صوفی تھے۔ وہ حضرت خواجہ عاقل محمد رحمۃ اللہ علیہ کے شاگرد اور مرید تھے، مولوی نور محمد صاحب کے فرزند مولوی محمد عبد اللہ جامی مرحوم تھے،

وزیر تعلیم جناب مولانا غلام حسین مرحوم ومغفور نے بھی خاصی تگ ودو کی، ان کی زیر صدارت ایک اجلاس منعقد ہوا جس میں شیخ الجامعہ کے انتخاب پر مشاورت ہوئی، جناب وزیر تعلیم نے شرکاء مجلس علماء کرام پر زور دیا کہ آپ لوگ پوری کوشش کریں کہ علامہ گھوٹوی رحمۃ اللہ علیہ جامعہ عباسیہ کی سربراہی قبول فرمالیں، ان علماء کرام نے حضرت پیر صاحب گولڑہ شریف سے بھی درخواست کی کہ آپ محدث گھوٹوی رحمۃ اللہ علیہ کو بہاولپور جانے کی اجازت عطا فرمائیں، ان پُر اصرار مساعی کی وجہ سے حضرت گھوٹوی رحمۃ اللہ علیہ زیادہ عرصہ انکار پر قائم نہ رہ سکے۔ اور بالآخر خلقِ خدا کی آواز کو نقارۂ خدا سمجھتے ہوئے عازم بہاولپور ہوئے۔

”تیرے والد کے ہیں استاد، حضرت گھوٹویؒ“

جناب مکرم سید عظمت علی شاہ صاحب ہمدانی بانی ومہتمم دار العلوم قمر الاسلام سلیمانیہ کراچی، میرے والد ماجد حضرت نائب الشیخ مفتی اعظم شیخ الحدیث علامہ حافظ محمد عبدالحیٔ الچشتی القادری نور اللہ مرقدہٗ کے قابل فخر شاگرد ہیں، اور میرے برادر خورد الشیخ پوتا علامہ حافظ جی اے حق محمد صاحب سلمہٗ اللہ تعالیٰ کے ہم درس ہیں، انہوں نے مجھ سے بیان کیا کہ:

”ہم لوگ اپنے دار العلوم میں اہم شخصیات کو مدعو کرتے رہتے ہیں، چنانچہ اس سلسلہ میں ہم نے سید پیر نصیر الدین نصیؔر رحمۃ اللہ علیہ کو بھی دعوت دی جو آپ نے قبول فرمائی اور دار العلوم میں تشریف لے آئے۔

ہم لوگوں نے ان کی آمد پر ایک پروقار محفل ترتیب دی جس سے پیر نصیؔر صاحبؒ نے بھی خطاب فرمایا۔ اس موقع پر میری طرف سے پیر صاحبؒ کی خدمت میں جو استقبالیہ پیش کیا گیا اس میں میں نے اپنا تازہ منظوم کلام بھی شامل کیا تھا، اس کلام میں حضرت شیخ الاسلام علامہ غلام محمد گھوٹوی رحمۃ اللہ علیہ کا ذکر خیر بھی کیا، کیونکہ حضرت گھوٹویؒ دربار گولڑہ شریف کی تابناک اور درخشندہ دلیل تھے۔ اور اس دربار دُربار کے گوہر نایاب تھے، صاحبزادہ نصیؔر صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں میں نے عرض کیا تھا:۔

؎ تیرے والد کے ہیں استاد، حضرتِ گھوٹویؒ
میرے استاد کے والد ماجد، حضرتِ گھوٹویؒ

طاب ثراہ، وجعل اللّٰہ الجنۃ مثواہ.

البتہ اتحاد بین المسلمین آپ کو بہت عزیز تھا، آپ کوشش کرتے کہ مختلف مسالک کے درمیان جو خلیج حائل ہے اسے اختلاف تک ہی محدود رکھتے ہوئے مخالفت، عناد اور نفرت تک نہ پہونچنے دیا جائے۔ حضرت محدث گھوٹوی رحمۃ اللہ علیہ تحقیق اور مباحثہ کو جائز مانتے تھے مگر اسلام کی حجامت بنانے اور دین میں کاٹ چھانٹ کرنے کو الحاد قرار دیتے تھے کیونکہ آپ شریعت سے سرمو انحراف برداشت نہ کرتے تھے۔

برصغیر کے تعلیمی اداروں کو بریلوی، دیوبندی امتیاز کے بغیر چندہ دینا آپ کا معمول تھا، حضرت شیخ الحدیث علامہ چشتی صاحب رحمۃ اللہ علیہ مسودات میں تحریر فرماتے ہیں: ندوۃ العلماء لکھنؤ سے جاری شدہ ایک نوٹس نمبری ۱۱۳۳ مورخہ ۲۶ اگست ۱۹۳۹ء دستیاب ہوا ہے، جسمیں لکھا ہے ''مبلغ پانچ روپے بابت چندہ اگست ۱۹۳۹ء ہنوز مرحمت نہیں ہوا، براہ کرم جلد عنایت فرما کر شکر گذار کیجئے، از طرف سید عبدالعلی ناظم ندوۃ العلماء لکھنؤ۔ ندوہ سے بہتر طور پر دین اور علم سے لگاؤ رکھنے والے سنی ادارے، آپ کے مالی تعاون سے خوب فیضیاب ہوتے رہے۔ (ندوۃ العلماء کی شروعات تو مسلکِ اعتدال سے ہوئیں مگر بعد میں جانبداری کی طرف چل نکلا)

''مولانا تھانوی صاحب کا رجوع اور توبہ''

مولانا عبداللہ صاحب پرنسپل مدرسہ فاضل احمد پور شرقیہ نے مولانا مولوی محمد صادق صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کیا ہے کہ حضرت الشیخ المکرم والاستاذ المعظم علامہ گھوٹوی رحمۃ اللہ علیہ، سرور عالم نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم کے علمِ غیب کے قائل تھے، اس موضوع پر آپ کا رسالہ معائنہ بلاشیب (درمسئلہ علم غیب) موجود ہے جو آپ نے گھوٹہ میں اپنے استاد مولانا مولوی محمد جمال الدین صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی نگرانی میں تالیف فرمایا تھا، مگر جناب مولانا اشرف علی تھانوی صاحب علمِ غیب کے قائل نہ تھے، ان کا رسالہ بھی موجود ہے۔

ایک دن حضرت گھوٹوی نور اللہ مرقدہٗ جامعہ کی لائبریری میں تشریف فرما تھے، میں نے عرض کیا کہ مولانا تھانوی صاحب کے انکارِ علمِ غیب کے بارے میں حضور کی کیا رائے ہے؟ تو آپ نے فوراً شیخ الفقہ مولانا صاحبزادہ حافظ محمد امین صاحب چیلاوہنی، جو لائبریری کے انچارج بھی تھے، ان کو فرمایا کہ گوجرانوالہ سے شائع ہونے والے ہفت روزہ

لانا جائز ہو گا، اس کی ایک مثال اوقافِ متروکہ بھی ہو سکتی ہے، لیکن اگر ساری آبادی نقل مکانی کر کے کہیں نہ چلی گئی ہو تو پھر صیغۂ وقف کی خلاف ورزی کرنا جائز نہیں ہے:

فتاوٰی عالمگیری الباب الثالث عشر فی الاوقاف میں ہے:

ولو لم یتفرق الناس ولکن استغنیٰ الحوض عن العمارة وهناک مسجد محتاج الی العمارة او علی العکس هل یجوز للقاضی صرف ما استغنی عن العمارة الی عمارة ما هو محتاج الی العمارة فقال لا، کذافی المحیط۔

ترجمہ: اگر تمام لوگ نقل مکانی کر کے کہیں نہ چلے گئے ہوں مگر وقف شدہ حوض کی عمارت فالتو اور بے مصرف ہو گئی ہو تو کیا ایسی صورت میں قاضی، حوض کیلئے وقف کی گئی عمارت کو یا اس کے مال و متاع کو مسجد کے ضروری مصرف میں لا سکتا ہے؟ فرمایا نہیں، المحیط میں بھی یہی درج ہے۔

"کم عمر حافظِ قرآن کا تراویح پڑھانا"

حضرت شیخ الحدیث علامہ چشتی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت شیخ الاسلامؒ کی سوانح حیات میں تحریر فرمایا ہے: "میں نے ستمبر ۱۹۳۲ء میں قرآن مجید حفظاً ختم کر لیا، اس سال رمضان المبارک دسمبر میں تھا، میں نے بعمر دہ (۱۰) سالگی مسجد چاہ فتح خاں میں پہلا مصلّٰے سنایا، اور ۲۷ رمضان کو اختتام کیا، ریاست ہذا کے فرقہ وارانہ مناظر حضرات نے نابالغ کی امامت کو چیلنج کیا، حضرت محدث گھوٹوی رحمۃ اللہ علیہ نے مشائخ بلخ کے فتویٰ کا حوالہ دیکر، ضرورتِ وقت کے داعیہ کے مدنظر اس کے جواز کو ثابت فرمایا اور الحمدللہ تعالیٰ سب نے لاجواب ہو کر سر تسلیم خم کیا۔

"میت کے جنازہ اور تدفین کا فیصلہ کون کرے؟"

حضرت مولانا مولوی غلام محمد رحمۃ اللہ علیہ سکنہ دین پور تحصیل خان پور ضلع رحیم خاں، حضرت شیخ الاسلام علامہ غلام محمد گھوٹوی شیخ الجامعہ جامعہ عباسیہ بہاولپور کے حلقۂ احباب میں سے تھے، جب انکا انتقال ہوا تو حضرت شیخ الاسلامؒ ان کے جنازہ میں شرکت کیلئے تشریف لے گئے، وہاں کچھ لوگ مولانا دین پوری صاحب کی جائے تدفین کی بابت گفتگو کر رہے تھے، شیخ الاسلام حضرت گھوٹوی نور اللہ مرقدہٗ نے ایک جگہ کی تعیین فرما

دی جبکہ آں مرحوم کے ورثاء کسی دوسری جگہ تدفین کرنا چاہتے تھے، لیکن حضرت شیخ الاسلامؒ کا ادب واحترام اور آپ کے مقام ومرتبہ کا لحاظ مانع ہو رہا تھا، اب سوال یہ تھا کہ شیخ الاسلام حضرت گھوٹوی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت اقدس میں کون اس مسئلہ کو پیش کرے؟ بالآخر حضرت گھوٹوی کے چہیتے شاگرد حضرت مولانا مولوی محمد صادق مرحوم نے حضرت کی خدمت میں ایک استفتاء پیش کیا اور عرض کیا کہ حضور! ایک شخص فوت ہو گیا ہے، اس کے ورثاء اسے ایک مقام پر دفن کرنا چاہتے ہیں مگر ایک بڑے عالم وفاضل بزرگ نے ایک دوسرا مقام تدفین کیلئے متعین فرما دیا ہے، اب آپ مہربانی کر کے فتویٰ صادر فرمائیں کہ آیا امور تدفین وغیرہ، میت کے ورثاء کی منشأ کے مطابق انجام دیئے جائیں یا ان عالم بزرگ کی رائے کے مطابق؟ حضرت گھوٹویؒ فوراً سارا معاملہ سمجھ گئے، آپ نے فرمایا ''ورثاء کی منشاء کے مطابق''۔

اس واقعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ شیخ الاسلام حضرت گھوٹوی رحمۃ اللہ علیہ، تواضع اور انکسار کا پیکر تھے، آپ کے مزاج مبارک میں تکبر اور انانیت کا نام ونشان بھی ناپید تھا، مولائے روم علیہ الرحمۃ نے کیا خوب فرمایا ہے:

کبر، شہر عقل را ویران کند
عاقلاں را گمرہ و ناداں کند

''تقلید اور اجتہاد کے دائرے الگ الگ ہیں''

قرآن مجید دستور اسلام ہے، حدیث نبوی اسکی کلید (چابی) ہے، اصحاب رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں سے جو حضرات تفقہ اور اجتہاد کے منصب پر فائز تھے وہ مقتدیٰ اور متبوع تھے، سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات عالیہ کی روشنی میں ان مجتہد صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے امتیازی اور خصوصی مقام کا بخوبی اندازہ ہوتا ہے، مثلاً آپ نے ارشاد فرمایا اصحابی کالنجوم بایھم اقتدیتم اھتدیتم، ترجمہ: میرے اصحاب ستاروں کی مانند ہیں ان میں سے جس کی اقتداء کرو گے، ہدایت پاؤ گے، حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو محدَّثوں میں سے شمار فرمایا اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کو اقضاھم علی کے خطاب سے یاد فرمایا۔

خدائے بزرگ وبرتر کے فرمان ذی شان: ﴿وَفَوْقَ كُلِّ ذِي عِلْمٍ عَلِيمٌ﴾۔

(ترجمہ: ہر صاحب علم سے بڑھ کر، صاحب علم موجود ہے) سے معلوم ہوتا ہے کہ

''شادی خانہ آبادی''

حضرت بحرالعلوم، شیخ الاسلام محدث گھوٹوی رحمۃ اللہ علیہ، اپنے شاگرد عزیز مولانا حافظ محمد شفیع بانی اور مہتمم مدرسہ قاسم العلوم ملتان کی ذکاء عقلی اور زکاء روحی سے آگاہ تھے، اسلئے اپنے بڑے صاحبزادے حضرت شیخ الحدیث مفتی اعظم علامہ چشتی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا رشتہ ان کی دختر نیک اختر سے کرنا پسند فرمایا، اس طرح راقم الحروف (پروفیسر نصیر الدین شبلی) کو نجیب الطرفین ہونے کا اعزاز حاصل ہے۔

''قطبِ تدریس''

تدریس، حضرت محبوب سبحانی قدس سرہٗ العزیز کا منصب ہے، اسکی وراثت خوش نصیب عالم کو عطا کی جاتی ہے، ان بے شمار خوش نصیب علماء کرام میں ایک نام، حضرت شیخ الحدیث مفتی اعظم علامہ حافظ محمد عبد الحیٔ الچشتی القادری رحمۃ اللہ علیہ کا بھی ہے، آپ تعلیم سے فارغ التحصیل ہوتے ہی جامعہ عباسیہ میں استاد تعینات ہو گئے، آپ بڑی عرق ریزی اور جاں فشانی سے کار تدریس میں مشغول ہو گئے، آپکی محنت، لگن اور یکسوئی رنگ لائی چنانچہ آپ بہت جلد نائب شیخ الجامعہ کے منصب پر ترقی یاب ہو گئے جو ایک بڑا اعزاز شمار ہوتا تھا۔

جامعہ عباسیہ میں آپکی سرکاری ملازمت کا آغاز ۱۹۴۲ء میں ہوا، ۱۹۶۳ء میں جامعہ عباسیہ کو جامعہ اسلامیہ میں تبدیل کر دیا گیا، جامعہ اسلامیہ بہاولپور میں آپؒ کو شیخ الفقہ اور مفتئ اعظم کا منصب ملا، آپؒ ۱۹۸۰ء میں سرکاری منصب سے ریٹائر ہوئے، اس طرح آپؒ ان جامعات میں اڑتیس سال تک تدریس کے سجادہ پر رونق افروز رہے۔

''جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور''

حضرت شیخ الحدیث مفتئ اعظم حافظ علامہ محمد عبد الحیٔ الچشتی القادری رحمۃ اللہ علیہ جب اسلامیہ یونیورسٹی بہاولپور سے ریٹائر ہوئے تو حضرت مولانا عبد القیوم ہزاروی رحمۃ اللہ علیہ کی درخواست پر کچھ عرصہ تک جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور میں بطور شیخ الحدیث، تدریس حدیث کی خدمت سرانجام دیتے رہے۔ چنانچہ جب تک صحت نے ساتھ دیا، آپ

عبارات اکابر کا
تحقیقی و تنقیدی جائزہ

مصنف

محقق اہلسنت حضرت علامہ مولانا

صاحبزادہ غلام نصیر الدین سیالوی

اہل السنۃ پبلی کیشنز دینہ ضلع جہلم

"عبارات اکابر" کا
تحقیقی و تنقیدی جائزہ

اول

مصنف

محقق اہلسنت حضرت علامہ مولانا

صاحبزادہ غلام نصیر الدین سیالوی

اہل السنہ پبلی کیشنز دینہ ضلع جہلم

نام کتاب	عبارات اکابر کا تحقیقی وتنقیدی جائزہ (حصہ اول)
مصنف	صاحبزادہ غلام نصیر الدین سیالوی
کمپوزنگ	محمد ناصر الہاشمی حفظہ اللہ تعالی
اشاعت باراول	مارچ 2005ء
اشاعت باردوم	فروری 2008ء
اشاعت بارسوم	دسمبر 2012ء
ضخامت	410 صفحات
قیمت	300 روپے

AYUB & SONS
Printer, Publisher &
Genral Order Suppliers
0300-4524795

ناشر:

مکتبہ اھل السنۃ پبلی کیشنز
گلی شاندار بیکرز منگلا روڈ، دینہ ضلع جہلم
+92 321 76 41 096
+92 544 630 177
ahlusunnapublication@gmail.com

ان کے اقوال اپنے ہم مذہب مولوی کی تصنیف کردہ کتابوں سے نقل کئے ہیں اور علماء دیوبند تو فرضی کتابیں بنا کر بھی لوگوں کی طرف منسوب کر دیتے ہیں سر دست ہم ایک ہی مثال پیش کرتے ہیں دیوبندوں کے شیخ الاسلام شیخ العرب والعجم دارالعلوم دیوبند کے صدر المدرسین سرفراز صاحب کے استاد مولانا حسین احمد مدنی نے اپنی معرکۃ الارا کتاب'' **شهاب ثاقب** ''میں دو کتابوں کی عبارتیں پیش کی ہیں جن میں سے ایک''**خزینته الاولیا**''مطبوعہ کانپور صفحہ نمبر **15** کا حوالہ دیا ہے اور دوسری کتاب''**هدایت الاسلام**''مطبوعہ صبح صادق سیتاپور صفحہ نمبر **30** حالانکہ ان کتابوں کا کوئی خارجی وجود نہیں نہ ان کے مصنفین ان سے واقف ہیں نہ کوئی مطبع ہے سیتاپور کے اندر جس کا نام صبح صادق ہو۔ تو اگر دیوبندی شیخ الاسلام کی امانت و دیانت کا یہ عالم ہے کہ مکمل کتاب گھڑ کر کسی کی طرف منسوب کر دے تو علی محمد مدح پوری سے کیا بعید ہے کہ اپنی طرف سے یہ اقتباس گھڑ کر مولانا گھوٹوی صاحب کی طرف منسوب کرے مولانا غلام مہر علی صاحب خطیب اعظم چشتیاں شریف''**الیواقیت المهریه**''میں فرماتے ہیں کہ حضرت مولانا غلام محمد گھوٹوی صاحب وہابیوں کے سخت مخالف تھے اور ان سے مناظرے کرتے تھے سرفراز صاحب کو پتہ ہونا چاہیے کہ مولانا غلام مہر علی صاحب مدظلہ مولانا غلام محمد گھوٹوی صاحب کے بالواسطہ شاگرد ہیں تو وہ ان کے مذہب کے بارے میں سرفراز سے بہتر جانتے ہیں۔ علامہ عطا محمد بندیالوی جو مولانا مہر محمد صاحب اچھروی کے شاگرد رشید ہیں فرماتے ہیں کہ ہمارے استاد صاحب کے سامنے جب وہابیوں کی گستاخانہ عبارات پیش کی جاتیں تو وہ فرماتے کہ ان خبثاء کی قبر میں ضرور پٹائی ہو رہی ہوگی اور حضرت مولانا مہر محمد صاحب اچھروی حضرت مولانا گھوٹوی صاحب کے شاگرد ہیں انہوں نے اپنے شاگردوں کو کبھی نہیں بتایا کہ میرے استاد صاحب دیوبندیوں کی کفریات کفر نہیں سمجھتے تھے اگر سرفراز کی بات صحیح ہوتی تو حضرت گھوٹوی کے تلامذہ کو یہ بات معلوم ہوتی اور ان سے مخفی نہ رہتی۔ پھر سرفراز صاحب پر لازم ہے کہ وہ ثابت

کریں کہ علامہ گھوٹوی صاحب کے سامنے متنازعہ عبارات پیش کی گئیں اور انہوں نے ان کی تائید کی اور اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے فتویٰ کفر کو غلط قرار دیا اگر ارددو رسائل ان کے سامنے پیش ہی نہ کئے گئے ہوں وہ کفریات پر مطلع بھی نہ ہوئے ہوں تو ایسی صورت میں وہ تکفیر نہ کریں تو اس سے اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے فتویٰ کفر پر کوئی اثر نہیں پڑسکتا۔ آخر میں ایک مثال عرض کی جاتی ہے کہ سرفراز نے اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ پر اللہ کی توہین اور حضور علیہ السلام کی توہین کا الزام لگایا ہے اور اعلحضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا ایک شعر جو حدائق بخشش میں ہے جو اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے غوث پاک کی شان میں تحریر فرمایا ہے۔

؎ احد سے احمد اور احمد سے تجھ کو سب کن مکن حاصل ہے یا غوث

سرفراز صاحب نے "**گلدستہ توحید**" میں اس شعر کو شرکیہ قرار دیا ہے حالانکہ اشرف علی انور شاہ کشمیری مفتی شفیع وغیرہ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو مسلمان مانتے ہیں اب ہم سرفراز صاحب سے پوچھتے ہیں کہ اگر واقعی اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کافر تھے تو اکابر دیوبند ان کی تکفیر کیوں نہیں کرتے؟ اگر سرفراز صاحب فرمائیں کہ ان کی نظر سے یہ توہین آمیز عبارات اور وہ شرکیہ شعر مندرجہ حدائق بخشش نہیں گزرا اس لئے انہوں نے تکفیر نہیں کی تو یہی جواب ہماری طرف سے بھی سمجھ لیں۔

حضرت علامہ مشتاق احمد انبیٹھوی پر افتراء

سرفراز صاحب اسی سلسلہ میں ایک اور حوالہ دیتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں مشہور بریلوی پیر اور صاحب طریقت عالم مولانا محمد مشتاق احمد انبیٹھوی لکھتے ہیں عاجز حضرت مولانا محمد قاسم صاحب اور حضرت مولانا رشید احمد کی صحبت سے مستفید ہوا دونوں صاحبوں کو عالم باعمل پایا اور متبع شریعت پایا۔ نعوذ باللہ ان کو کافر جھنا سخت کبیرہ سمجھتا ہوں مولانا خلیل احمد کی بعض

ملا علی قاری شرح فقہ اکبر میں فرماتے ہیں کہ جمہور علماء کے نزدیک خضر علیہ السلام نبی ہیں اور زندہ ہیں
دیوبندیوں کے شیخ الاسلام شبیر احمد عثمانی فرماتے ہیں احقر کا رجحان اسی طرف ہے کہ
انکو نبی تسلیم کیا جائے۔ (تفسیر عثمانی صفحہ نمبر **521**)
صحابی رسول حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ حضرت خضر علیہ السلام نبی
ہیں جن کو سرکار دو عالم ﷺ نے دعا دی تھی ﴿**اللهم علمه التاويل وفقه في الدين**﴾

(تفسير ابن جرير ،البحر المحيط)

سرفراز صاحب کا تجاہل

سرفراز صاحب نے آیت کریمہ ﴿**وما ارسلنا من رسول الا بلسان قومه**﴾ (
سپارہ **22**) کی تفسیر میں شبیر احمد عثمانی کا حوالہ ہمارے خلاف دیا ہے۔ حالانکہ ان کو معلوم ہونا
چاہیے کہ مناظرانہ کتابوں میں یا برہانی دلائل پیش کیے جاتے ہیں یا جدلی دلائل کا مقصد یہ ہوتا
ہے۔ کہ مسلمات خصم سے استدلال کیا جائے ہزاروں کتابوں کا مطالعہ کرنے والی شخصیت سے
نا معلوم یہ چھوٹی سی بات کیوں اوجھل رہتی ہے کبھی **فتاوی رشید** یہ کے حوالے دیتے ہیں
اور کبھی تفسیر عثمانی کے اس اصول کو ذہن میں رکھیں کہ مخالفین کے سامنے اپنی کتابوں کے حوالے
پیش نہیں کیے جاتے آپ آخر اس قدر بوکھلا کیوں گئے ہیں؟

سرفراز صاحب کا حضرت اچھروی پر بیجا اعتراض

الٹا چور کوتوال کو ڈانٹے

مولانا محمد عمر صاحب نے فرمایا تھا کہ نبی پاک علیہ السلام کی ہستی جو تمام جہانوں کے
معلم ہیں دیوبندی ان کو اپنا شاگرد بنانے پر تلے ہوئے ہیں گویا وہ اپنے آپ کو خدا سمجھتے ہیں اس

مَاضَلَّ قَوْمٌ بَعْدَ هُدًى كَانُوا عَلَيْهِ إِلَّا أُوتُوا الْجَدَلَ

(جامع ترمذی)

دست و گریبان

جلد سوم

رضاخانیوں کی خانہ جنگی

مؤلف:

مناظر اہلسنت حضرت مولانا

ابو ایوب قادری

پسند فرمودہ

متکلم اسلام حضرت مولانا

محمد الیاس گھمن صاحب حفظہ اللہ

رے میں لکھا ہے کہ ان کا نکاح اKن وحیوان سے نہیں ہوسکتا۔ جبکہ اس کا مفہوم مخالف یہ ہے کہ تمہارا ہوسکتا ہے اور مفہوم مخالف .,wی کتب خاص کر فہارس فتاویٰ رضویہ ص ۱۰۵ سے معلوم ہو ہے۔ مراد لینا جائز ہے تو پھر تیاری کیجئے جس گدھے کے خواب وخیال آپ کے ذہن میں اس حد - ہیں کہ آپ نے کتاب میں بھی لکھ د* ہے کہ دل کے مہمان خانہ (وہ مہمان خانہ بھی عجیب ہے کہ جس میں گدھا اپنے ا |ءاo% اسمیت سما سکتا ہے اور اس کی گنجائش ہے۔ (تنقیدی جائزہ ج ا ص ۱۸۱)

تو وہی گدھا قبول فرما کر اس کے ا |o% ا کو جو آپ کے ذہن میں سما* ہوا ہے اس سے لطف ا+وز ہوں۔

۵۔ غلام صا #ج ا ص ۵۱ پ لکھتے ہیں۔

مولا* غلام مہر علی صا #خطیب اعظم چشتیاں شریف الیواقیت المہر یہ میں فرماتے ہیں کہ حضرت مولا* غلام محمد گھوٹوی صا # وہابیوں کے سخت مخالف تھے اور ان سے مناظرے کرتے تھے۔ آ گے ص ۳۲۰ پ لکھتے ہیں۔

سرفراز صا #کا تجاہل

سرفراز صا # نے آ $ کریمہ وما ارسلنا من رسول الا بلسان قومہ سپارہ نمبر ۲۲ کی تفسیر میں *ŋ احمد عثمانی کا حوالہ ہمارے خلاف د* ہے۔ حالا ںان کو معلوم ہو* چاہئے کہ مناظرانہ کتابوں میں *., ہانی دلائل پیش کئے جاتے ہیں* . . لی دلائل کا مقصد یہ ہو* ہے کہ مسلمات خصم سے استدلال کیا جائے ہزاروں کتابوں کا مطالعہ کرنے والی شخصیت سے *معلوم یہ چھوٹی سی *ت کیوں اوجھل رہتی ہے کبھی فتاویٰ رشیدیہ کے حوالے دیتے ہیں اور کبھی تفسیر عثمانی کے اس اصول کو ذہن میں رکھیں کہ مخالفین کے سامنے اپنی کتابوں کے حوالے پیش نہیں کئے جاتے آپ آo% اس قدر بوکھلا کیوں گئے ہیں۔

ان دونوں عبارتوں کو 5 کر دیکھیں تو معلوم ہو جائے گا غلام صا #تجاہل و بوکھلاہٹ کے شکار ہیں یہ تو آپ کے اصول سے آپ میں ہے۔ مولا* غلام محمد گھوٹوی مرحوم کو خالصۃً .,wی بنانے کے لئے آپ نے حوالہ اپنے عالم غلام مہر علی کا د*۔ تو یہ تجاہل و بوکھلاہٹ *. $ ہوگئی* نہ؟

تی ضرورت تو نہیں 1 میں علامہ گھوٹوی رحمہ اللہ کے متعلق کچھ عرض کئے دیتا ہوں۔ مولا گھوٹوی مرحوم کی حال ہی میں ا -سوانح حیات چھپی ہے ''شخصیت وافکار شیخ الاسلام محدث گھوٹوی'' اس میں ہے۔ ., صغیر کے تعلیمی اداروں کو .,wی دیوبندی امتیاز بغیر چندہ د * آپ کا معمول تھا۔ (ص ۳۰۸)

ا -جگہ لکھا ہے کہ حضرت مولا* مولوی غلام محمد رحمتہ اللہ علیہ سکنہ دین پور تحصیل رحیم *ر خان حضرت شیخ الاسلام علامہ غلام محمد گھوٹوی شیخ الجامعہ جامعہ عبایہ بہاولپور کے حلقہ احباب میں سے تھے۔ #ان کا انتقال ہوا تو حضرت شیخ الاسلام ان کے جنازہ میں شر ' - کے لئے تشریف لے گئے۔ (ص ۳۱۵)

حضرت دین پوری رحمتہ اللہ علیہ پکے دیوبندی تھے تو جنازہ پڑھنے کی وجہ سے علامہ گھوٹوی تو .,wی نقطہ ^ سے ایمان ونکاح سے فارغ ہو گئے العیاذ *للہ۔ (دیکھئے فتاویٰ .. ~شریف ص ۹۰)

ا -جگہ لکھا ہوا ہے حضرت بحر العلوم شیخ الاسلام محدث گھوٹوی رحمتہ اللہ علیہ اپنے شاَ /دعز؛ مولا* حافظ محمد شفیع *نی اور مہتمم مدرسہ قاسم العلوم ملتان کی ذکاء عقلی اور زکاء روحی سے آگاہ تھے اس لئے اپنے .ڑے صاæادے حضرت شیخ الحد. $ مفتی اعظم علامہ چشتی صا #رحمتہ اللہ علیہ کا رشتہ ان کی دختر نیک اختر سے کر* پسند فرما*۔ (ص ۴۷۹)

غلام صا #آپ کو معلوم ہوگا کہ مدرسہ قاسم العلوم ملتان میں اہلسنت دیوبند کی عظیم